افراد معاشرہ کی کردار سازی کا عمل: سیرت طیبہ کی روشنی میں

The process of character formation of individuals and society : In the light of Seerat –e- Tayyaba

1- Dr. Najam uddin Bhutto	**2- Dr. Mufti Hafiz Jahanzeb Rana**
Saddar Madrasa Arabia Faizan Mustafa mutasil sirai jan Muhammad Masjid Lahori Mohalla Larkana	Assistant Professor Islamic Studies Isra University Hyderabad Sindh
Email:_ najmashrafi@gmail.com	Email: jahanzaib.rana@isra.edu.pk

3- Abdul Salam Tunio

M.Phil Scholar University of Sindh Jamshoro Lecturer SZABIST College Larkana

Email :asalam.imclrk@gmail.com

To cite this article:

Dr.Najam uddin Bhutto , Dr.Mufti Hafiz Jahanzeb Rana, Abdul Salam Tunio , Jan-June(2022) Urdu

افراد معاشرہ کی کردار سازی کا عمل: سیرت طیبہ کی روشنی میں

The process of character formation of individuals and society : In the light of Seerat –e- Tayyaba

Albahis: Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

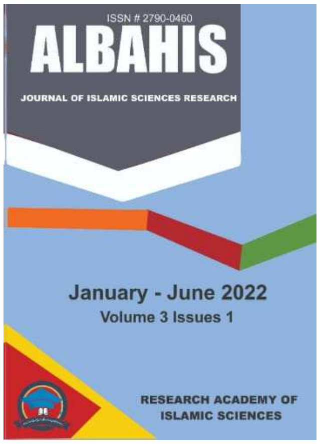

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

افراد معاشرہ کی کردار سازی کا عمل: سیرت طیبہ کی روشنی میں

The process of character formation of individuals and society : In the light of Seerat –e- Tayyaba

Abstract

The real purpose of Holy Prophets to come in this world is just only to preach the Allah's messages. The Allah deliver orders thought revelation which are the significant .
The prophet are the practical shape of that there are lot of stories in the Holy Quran to exemplify that role model.
The ancients of his life and his actual life is not for the entertainment but in fact it is the role model that meant reciter or reader of Holy Quran should take an inspiration form that action, he must construct himself through this Allah has declared the life of Hazrat Muhammad (P B U H) is Uswa-e-Husana.
It means the life of Hazrat Muhammad (PBUH) represent the good symbol of his character his sit and down his eat and drink and all good manners thought's this we can constant our character Hazrat Muhammad (PBUH) life is full of kindness compassion mercy gratitude thankfulness abundance courage fearlessness self-reflection and unwavering belief in his mission.
Hazrat Muhammad (PBUH) is the great educator of mankind. He had enlighted the whole world with the teaching and light of Islam.

Key word : Prophet , Character , Reform , Education , Society , Peaceful

کلیدی الفاظ : انبیاء کرام، کردار، اصلاح، تعلیم، معاشرہ، پرامن۔

تعارف

انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ اپنی امتوں میں باری تعالی کے احکامات کی عملی تصویر بن جائیں۔اللہ تعالی وحی کے ذریعے جو ہدایات واحکام نازل کرتا ہے، جو معنوی اور فکری ہوا کرتے ہیں،انبیاء کرام ان کا مجسم عملی نمونہ بن جاتے ہیں۔قرآن میں انبیاء کرام کے قصص ان کے اسی نمونہ عمل کو پیش کرنے کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔

یعنی ان کی عملی زندگی کے واقعات تفریح کے لئے نہیں بلکہ نمونہ عمل ہے، جس کا مقصد ہے کہ قرآن پڑھنے والا اس نمونہ عمل سے اپنے کردار و سیرت کی تعمیر کرے۔آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کی زندگی کو بھی رب ذوالجلال نے قرآن کے اندر "اسوہ حسنہ" قرار دیا ہے،فرمان باری تعالی ہے:

"تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے"

یعنی حضور علیہ السلام کی زندگی ان کی سیرت و کردار، ان کا اٹھنا بیٹھنا ،اوڑھنا بچھونا سب بہترین نمونہ زندگی پیش کرتے ہیں، جس سے ہم اپنے کردار و سیرت کی تعمیر کر سکتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی زندگی کو اسوہ حسنہ قرار دینا ہی یہ واضح کرتا ہے کہ ہمارے لئے وہ تعمیر کردار کا ذریعہ ہے۔آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کی زندگی قرآن کے احکام وہدایات کی عملی تصویر اور مجسم عملی نمونہ تھی۔

بالفاظ دیگر قرآن احکام وہدایات اور معانی وافکار ہے تو آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات مجسم عملی تصویر۔قرآن مابین الدفتین اور آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات مدینہ کی گلیوں میں اس کی گھومتی پھرتی مجسم عملی تصویر۔ جس عملی تصویر کی تقلید کے سوا آنحضرت ﷺ کے بھیجے جانے کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا: " ہم کوئی بھی رسول نہیں بھیجتے مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی پیروی کی جائے"

آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کی بعثت اور ان کی زندگی کا اسوہ حسنہ ہونا صرف اس لئے تھا کہ اس کی پیروی کی جائے اور اسکو اپنے کردار و سیرت کی تعمیر کا ذریعہ سمجھا جائے۔

تزکیہ وتعمیر سیرت

اللہ جل جلالہ نے آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کے وظائف زندگی میں کتاب وحکمت کی تعلیم کے بشمول ان کے فرائض میں تزکیہ کو بھی شامل فرمایاہے: یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ[1] تزکیہ، زکی یزکو زکوۃ سے ہے، جس کا معنی ہے نماوزاد، طھر وصلح۔ یعنی نشوونمادینا، اصلاح کرنا، پاک وصاف کرنا۔ کہتے ہیں: زکی الرجل، صلح وتنعم۔ آدمی نے تزکیہ حاصل کرلیا، کا معنی ہے، وہ سدھر گیا، اس کی اصلاح ہوگئی اور اللہ کی نعمتوں سے سرفراز ہوگیا۔ مجمع البحار میں ہے: الزکواۃ لغۃ الطھارۃ والنماء والبرکۃ یعنی زکواۃ لغت میں پاکائی، نشوونمااور برکت کو کہتے ہیں۔ امام راغب اصفہانی نے لکھاہے: بزکاء النفس وطھارتھا یصیر الانسان بحیث یستحق فی الدنیا الاوصاف الحمیدۃ وفی الآخرۃ الاجر المثوبۃ۔

(نفس کے تزکیہ اور طہارت سے انسان دنیامیں اوصاف حمیدہ اور آخرت میں اجر وثواب کا مستحق بنتاہے۔) بالفاظ دیگر تزکیہ کا مطلب معاشرے کے افراد کی کردار سازی ہے، جو عمل افراد معاشرہ کواوصاف حمیدہ سے سنوار کران کو پیکر کردار وعمل بنادے گا۔

آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کی ذمہ داریوں اور نبوی فرائض میں یہ شامل تھاکہ آپ لوگوں کی تربیت کریں، ان کواوصاف حمیدہ سے مزین کریں، اخلاق وکردار کے اعلی مدارج پران کو سرفراز فرمائیں۔ زندگی کے تمام شعبوں میں افراد کے سیرت وکردار کی تعمیر فرمائیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ مؤطا میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات نے فرمایا: میں بھیجاگیاہوں، اس لئے کہ اخلاق کریمہ کی تکمیل کروں[2]

یعنی آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کی بعثت کابنیادی مقصد کردار سازی ہے۔ افرد امت میں اخلاق کریمہ کو ترویج دیناہے۔ لوگ کواخلاق کریمہ کے اندر پایہ تکمیل تک پہنچانا، ان کو حسن اخلاق سے آراستہ کرنا آنحضرت علیہ الصلواۃ والتسلیمات کی بعثت کا مقصد تھا۔

بچوں کے لئے نمونہ عمل

آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کی زندگی از ولادت تاوفات ایسا اسوہ حسنہ ہے، جس کا کوئی بھی حصہ ہمارے لئے اسوہ حسنہ کی حیثیت سے خالی نہیں ہے۔ آپ جب چھوٹی عمر کے بچے تھے، یہ ایسی عمر ہے کہ جس میں بچوں کو اپنے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا، برا بھلا تو دور کی بات ہے، ان کو اپنی ذات کی پہچان بھی نہیں ہوتی، لیکن حضور علیہ السلام کے اسی بچپنے کی عمر میں بھی اسوہ حسنہ تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جناب ابو طالب کے گھر میں جب آپ ﷺ دوسرے بچوں کے ساتھ پر سکون دستر خوان پر بیٹھتے تھے، اگر کھانے کو کچھ نہ بھی ملتا تو پر سکون بیٹھے رہتے اسی وجہ سے ابو طالب نے محمد ﷺ کا کھانا الگ

[1] ۔ القرآن 3 : 165

[2] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل: "الادب المفرد"، حدیث نمبر 273، جامع الصحیح، حدیث نمبر 2833

کر دیتے[3]، پر حضور ﷺ کسی سے الگ ہو کر نہیں کھاتے اس لئے اس پر آپ راضی نہ ہوئے، مل جل کر کھاتے اور اپنے سے زیادہ دوسروں کے کھانے سے خوش ہوتے۔[4]

آٹھ سال کی عمر ہے آپ اپنے چچا کے حالات کو محسوس کر رہے ہیں۔آپ نے اپنے چچا پر بوجھ بننا نہ چاہا اور ساتھ ساتھ ان کے بوجھ میں ہلکائی کرنا چاہا۔ جناب ابو طالب سردار تھے لیکن مالی طور پر کمزور تھے، بڑا عیال ہونے کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے کی رسم اور ایک میسر طریقہ روزگار کے طور پر گلہ بانی کو بطور پیشہ اختیار کیا۔ بکریاں چرانے کی مزدوری کرنے لگے۔نہ صرف خود کو سنبھالا، بلکہ پریشان حال چچا کی بھی مدد کی۔۔جیسا کہ عبداللہ بن ابی الحمساء سے متعلق مروی ہے، کہ وہ رسول اللہ علیہ الصلوات والتسلیمات سے کوئی تجارت کر رہے تھے، درمیان میں اسے کوئی بات سوجھی، آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات سے کہا :ٹھہریئے ! میں ابھی لوٹ کر بات کرتا ہوں۔آپ کی زبان سے نکل گیا: اچھا۔عبداللہ بن ابی حمساء یہاں سے چلا تو واپس آنا بھول گیا۔ تین دن کے بعد خیال آیا کہ جو معاملہ محمد بن عبداللہ سے کر رہا تھا وہ پورا کر لینا چاہئے۔جب عبداللہ بن ابی حمساء آپ کے گھر پہنچے، تو اسے بتایا گیا تیسرا دن ہے کہ گھر پر نہیں ہیں۔تلاش بسیار کے بعد اسی جگہ آئے، جس جگہ آپ کو ٹھرا کر گیا تھا، آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات نے صرف اتنا کہا:

ای جوان! تم نے مجھے تین دنوں سے انتظار کرایا اور مجھے یہ تکلیف دی تم نے۔[5]

حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کے متعلق بھی اسی طرح کا واقعہ منقول ہے، باری تعالی نے فرمایا: انه كان صادق الوعد۔[6]

یہ آنحضرت کا بچپنہ تھا، آپ نوجوان ہوئے تو باقائدہ تجارت اختیار کی۔بقول مولانا ابوالکلام آزاد: عہد طفلی سے منزل شباب میں قدم رکھتے ہی تجارت کا خیال آیا۔[7] اپنا روپیہ نہیں تھا تو دوسروں کے سرمائے پر تجارت شروع کی۔آنحضرت کی تجارت و معاملات کچھ یوں رہے کہ ان کو صادق وامین کہا جانے لگا۔ آنحضرت کی اسی شہرت کے باعث حضرت خدیجۃ الکبری نے آنحضرت کو شراکت کی پیش کش کی، چنانچہ اس کاروباری شراکت سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دل ایسا جیتا کہ شریک تجارت سے وہ شریکہ حیات بن گئیں۔حسن معاملات کی یہ کتنی خوبصورت مثال ہے کہ رشتہ تجارت رشتہ ازدواج میں تبدیل ہو گیا اور بالآخر حضرت خدیجہ نے اپنی ساری دولت بھی قدموں میں نچھاور کر دی۔یہ وہ کردار تھا، جو ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔جو ہمیں سکھاتا ہے کہ حسن معاملات وحسن کردار زندگی کی مشکلات کی گرہیں کھول دیتے ہیں، گری ہوئی حالات سے زندگی کی رفعتوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

---

[3]۔البدایہ والنہایہ، ج 1 ص ۲۸۲

[4]۔ محمد میان، سید: جوامع السیرت، حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ، کراچی، 2009، ص 62

۔ [5]آزاد ابوالکلام، رسول رحمت، مرتب غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز ۱۹۷۰، ص ۶۹

۔ [6]القرآن 19 : 54

[7]۔آزاد ابوالکلام، رسول رحمت، ص ۷۰

سماجی اصلاح کے لئے کوششیں

آنحضرت ﷺ معاشرے کے اندر فساد کو برداشت نہیں فرماتے تھے، ان پر اللہ تعالی کے کلام منزل میں یہ فرمان ہے:

"یہ دار آخرت ہے، جس کو ہم نے بنایا ہے، ان لوگوں کے لئے، جو زمین میں سرکشی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے" [8]

اللہ کی زمین پر فساد اور سرکشی کو مٹانا ایک نبی کا مقصد اول ہوتا ہے، کوئی بھی نبی اپنی سالم فطرت کی وجہ سے شر اور فساد سے نفرت کرتا ہے۔ اور شر و فساد کا رد اصلاح ہی سے ہو سکتا ہے۔ یہی سبب تھا کہ موطا میں ہے کہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کہا کرتے تھے: کہ میں تمھیں نماز و صدقہ سے بہت زیادہ بہتر کی خبر بتاؤں؟ لوگوں نے کہا: جی بلکل! کہا: آپس میں اصلاح کرو! خود کو بغض سے بچاؤ!۔[9]

آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات جب بیس سال کی عمر کے ہوئے، کہ مکہ میں ایک واقعہ ہوا، ایک یمنی تاجر تجارت کا مال لیکر مکہ معظمہ آیا، عاص بن وائل سہمی، جو ایک قبیلے کا سردار تھا، اس نے مال خرید لیا، جب قیمت طلب کی تو مار پیٹ کر اسے بھگا دیا۔ مکہ کے کچھ شرفاء نے ایک کنونشن منعقد کیا، محمد ﷺ جو ابھی بیس سالہ نوجوان تھا، مجمع میں پہنچ گیا۔ ان کی برکت یہ ہوئی کہ جو معاملہ صرف تجارت کا تھا، اس کے دائرہ کو بڑھا دیا گیا۔ ایک معاہدہ طے پایا کہ:

1 ہم اپنے وطن سے بے امنی دور کرینگے

2 مسافروں کی حفاظت کرینگے

3 غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے

4 طاقتور کو کمزور پر، بڑوں کو چھوٹوں پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔[10]

مکہ پر جب بنو جرہم قبیلہ نے حملہ کیا تھا، اس موقعہ پر بھی معاہدہ ہوا تھا، جس کو حلف الفضول کا نام دیا گیا۔ آنحضرت اس میں شامل ہوئے۔ نبوت کے بعد جب مسلمانوں میں ایک منظم نظام قائم ہو گیا، اسلام کو فتوحات نصیب ہوئیں، آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات فرماتے تھے کہ، قریش اگر حلف الفضول کو زندہ کریں تو میں سب سے پہلا شخص ہوں گا، جو اس میں حصہ لوں گا۔[11]

---

[8]. القرآن 28 : 83
[9]۔ ترمذی ابو عیسی "الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ومعرفتہ" حدیث 2509
[10]۔ ابن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، جلد 1، ص 83، 84
[11]۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، جلد ۱، ص ۱۷۰

فساد کاردا اور اس سے مقابلہ اور اصلاح کی ہر ممکن کوشش آپ علیہ الصلواۃ والتسلیمات کی زندگی کی ترجیحات میں شامل تھا۔ یہ آنحضرت علیہ الصلوات والتسلیمات کے اسوہ حسنہ کے وہ واقعات ہیں، جن کا تعلق اعلان نبوت سے پہلے سے ہے، آپ درجہ بدرجہ اپنی زندگی کے ہر مرحلہ پر ہمارے لئے اسوہ حسنہ کے مناظر پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے لئے قابل اتباع ہیں، جن کی پیروی سے ہم اپنے عمل و کردار کی تعمیر احسن طریقہ پر کر سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی عمر کا یہی عرصہ ہے، جو آپ نے دلیل نبوت کے طور پر پیش کیا تھا۔ صفا کی پہاڑی پر آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا :

"اگر میں یہ بتاؤں کہ یہ وادی جو اس پہاڑی کے آڑ میں ہے، یہاں دشمن کی فوج پہنچ گئی ہے اور عنقریب تم پر حملہ کرنے والی ہے، تو آپ صاحبان میری بات سچ مانیں گے ؟" سب نے جواب دیا: ما جربنا عليك الا صادقا۔[12]

آنحضرت ﷺ کی امانت و صداقت خیر خواہی وراستبازی اور دوسری جن خوبیوں کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ نے مشاہدہ فرمایا تھا، آپ رضی اللہ عنہانے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی کے نزول کے موقعہ پر پریشانی دیکھ کر تسلی دیتے ہوئے اس کا اظہار یوں فرمایا تھا:

خوش رہیں، اللہ کی قسم، اللہ تمہیں کبھی ضایع نہیں کریگا، بے شک تم رشتے جوڑتے ہو، بوجھ اٹھاتے ہو۔ معدوم کے لئے کماتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور حق کے کاموں میں معاونت کرتے ہو۔[13]

ان الفاظ میں حضرت خدیجۃ الکبری نے آنحضرت ﷺ کو، رشتوں کو جوڑنے والے، دوسروں کے بوجھ اٹھانے والے، مسکینوں کے لئے کمانے والے، مہمانوں کی عزت کرنے والے اور حق کے کاموں میں مدد کرنے والے کی صفات سے موصوف کیا ہے۔ یہ سب صفات معاشرے کے اندر اعلی اخلاق و کردار کے خوبصورت نمونے مہیا کرتی ہیں۔ جو تا قیامت امت کے لئے نمونہ عمل ہیں۔

اعمال کی کردار سازی اور تعمیر سیرت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو آخری وصیت فرمائی' جب میں رکاب میں قدم رکھ ہی رہا تھا' وہ یہ تھی کہ : لوگوں کے لئے اپنا خلق بہتر بنانا۔[14]

اللہ کے رسول حضرت معاذ کو یمن بھیج رہے تھے' جہاں پر انہیں ان کی سربراہی کے فرائض سر انجام دینے تھے' ان میں دینی احکامات نافذ کرنے تھے۔ ان کی دینی تعلیم و تربیت کرنی تھی۔ ان کو وہاں خود کردار و سیرت کی تعمیر کرنی تھی' ایسے مبلغ کے لئے حضور علیہ السلام نے منجملہ اور ضروری

[12]۔ بخاری' الجامع الصحیح 'کتاب التفسیر' تفسیر سورہ تبت یدا' حدیث 4770
[13]۔ ایضا' باب بدء الوحی' حدیث 6982
[14]۔ امام مالک : "الموطا' کتاب الجامع' باب ماجاء فی حسن الخلق' حدیث 1627

ہدایات کے یہ تلقین بھی ضروری سمجھی کہ وہ خود بھی حسن اخلاق کا بہترین نمونہ بن جائے۔ تاکہ اپنے اخلاق سے لوگوں کے دل جیت سکے۔ کیونکہ ایک داعی کے اخلاق و کردار سے جو میدان جیتے جاسکتے ہیں وہ تیر و تلوار سے نہیں جیتے جاسکتے۔

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

اسلام میں آدمی کی خوبصورتی یہ ہے کہ بے مقصد اور فضول کاموں کو چھوڑ دے۔[15]

یہ اخلاق کا اور بھی اعلیٰ اور اتم معیار ہے کہ جو چیز لایعنی ہو اس کو چھوڑ دینا چاہیئے' جو با مقصد ہو اس کے کرنے سے آدمی کے اسلام میں خوبصورتی آتی ہے۔ جتنا آدمی بے مقصد کاموں سے بچے گا اتنا اس کا اسلام خوبصورت بنے گا۔

آدمی نماز روزہ حج وزکواۃ جیسی عبادات اختیار کر کے اللہ کے ہاں تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ کے ہاں رتبہ پانے کے لئے راتوں کو سونا چھوڑ کر بستروں سے الگ گذارتا ہے' روزوں میں بھوکا پیاسا رہ کر اللہ کو راضی کرتا ہے' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ ٹھیک ہے لیکن حسن اخلاق ایک ایسا نسخہ کیمیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں :

بیشک آدمی حسن خلق سے 'اندھیری رات میں جاگ کر عبادت کرنے والے کا درجہ پاسکتا ہے۔[16]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ : بیشک تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہے۔[17]

حضور علیہ السلام نے سیرت و کردار کی تعمیر کو بنیادی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو مخاطب کر کے فرمایا :

بیشک تم خلق کے اعلیٰ درجات پر فائز ہو۔

آپ نے اپنے کردار واخلاق کو جن بلند درجات پر فائز فرمایا' امت کے لئے بھی آپ کردار واخلاق کے ان درجات کے متمنی تھے۔ آپ اسی کو اسلام کا اصل مقصد سمجھتے تھے۔ اور داعی کی حیثیت سے خود ان کی ذمہ داریوں میں بھی شامل تھا کہ آپ ایسے اخلاق اپنائیں' جو لوگوں کو آپ کی طرف کھینچ آنے کے باعث بنیں۔

داعی کی اوصاف کے بارے میں تعلیمات

داعی حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ اصلاحی مسائل پیش کرے، انداز سنجیدہ، دانشمندانہ، نصیحت آمیز، خیر خواہانہ ہو۔ اگر ایسی نوبت آجائے تو اس کا طرز انداز بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ اس سے بہتر دلکش اور پیار بھرا انداز نہ ہو سکے۔ گمراہ، سرکش شرارتی، بدکردار، جن کو سیدھی راہ دکھانا مقصود ہے ان سے سنجیدگی اور شرافت کے جواب کی توقع نہیں کی جاسکتی، خاص طور پر جن کے مفادات پر ضرب آتی ہو اس صورت میں داعی حق کا فرض ہے :

15۔ ترمذی' ابو عیسی" الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ ﷺ ومعرفتہ" ج4' حدیث 2317' ص136

16۔ ابو داود'" سنن ابو داؤد" حدیث 47

17۔ بخاری محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح 'کتاب الانبیاء ' باب صفۃ النبی ﷺ ' حدیث 3559

خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين۔[18] ترجمہ: معاف کر اچھائی کا حکم کر اور جاہلوں سے در گذر کر۔

قانون اگرچہ یہ ہے کہ: جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا(i)(برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے) لیکن داعی کا اصول یہ نہیں کہ برائی کا بدلہ برائی سے دے۔ داعی حق کا اصول یہ ہے کہ: نیکی کے ذریعے برائی سے دفاع کرتے ہیں[19] ایک داعی کا جو مطلوب ہوتا ہے، وہ انہیں اس طریقے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"اچھائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی، اس طریقے سے اپنا دفاع کر جو سب سے بہتر ہو، ایسا کرنے سے، وہ شخص، جس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہے، وہ ایسا بن جائے گا، جیسے تمہارا گہرا دوست ہو"[20]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص توریت کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ عطاء بن یسار نے ان سے دریافت کیا توریت میں آنحضرت کا ذکر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ کے کیا اوصاف بیان کئے گئے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمرو نے تورات کے حوالے سے یہ اوصاف بیان فرمائے:

"ای نبی ہم نے تمہیں شاہد، خوش خبری دینے والے، ڈرانے والے اور امیین کے لئے حرز بنا کر بھیجا۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا، نہ غصہ کرنیوالے، نہ بازار میں گھومنے والے۔ برائی کو برائی کے ذریعے نہیں روکتے لیکن معاف کرتے ہیں۔ اللہ ان کو قبض نہیں کریں گے جب تک دین قائم نہ ہو جائے اور لوگ کہہ دیں لاالہ الا اللہ۔ اس کے ذریعے اندھے کی آنکھیں اور بہرے کے کان اور بند دل کھلیں گے" [21]

مسلم معاشرے کی کردار سازی

حضور ﷺ مسلم معاشرے کے افراد کی کردار سازی کس طرح کرنا چاہتے تھے، ان کا کیسا کردار بنانا چاہتے تھے؟ اس کا کچھ اندازہ بیعت عقبہ اولی وثانی کے مضمون سے ہوگا۔ سیرت کی کتب میں بیعت عقبہ اولی میں جن باتوں کی بیعت لی گئی وہ درج ذیل چھ باتیں تھیں:

1 ہم صرف خداءواحد کی کی عبادت کیا کریں گے۔

2 چوری نہیں کریں گے

3 زنا نہیں کریں گے

---

[18]۔ القرآن 7 : 198
[19]۔ القرآن 13 : 22
[20]۔ القرآن 41 : 34
[21]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کراہۃ الصخب فی الاسواق، حدیث 2125

4	اولاد کو قتل نہیں کریں گے
5	کسی پر بہتان نہیں باندھیں گے
6	آپ جس بات کا حکم فرمائیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے

بیعت عقبہ ثانی میں بھی یہی عہد لیا گیا جو اوپر ذکر ہوا، مزید یہ چیزیں تھیں:

1۔ کسی کو ناحق قتل نہیں کریں گے

2۔ لوٹ نہیں ڈالیں گے

3۔ ہر موقعہ پر حق بات کہیں گے، کسی کی مذمت وملامت کا خوف ہمیں کبھی حق بات کہنے سے روک نہیں سکے گا۔

4۔ جب رسول اللہ یثرب تشریف لے آئیں گے تو اپنی اولاد اور خود اپنی جان کی طرح ان کی حفاظت کریں گے۔ ان سب باتوں کا بدلہ جنت ہو گا۔[22] بخاری شریف میں یہ روایت ان الفاظ میں منقول ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کہ آنحضرت کے صحابہ کی ایک جماعت ان کے گرد جمع تھی، آجاؤ میری ان باتوں پر بیعت کرو! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروگے۔ چوری نہیں کروگے۔ زنا نہیں کروگے۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگے۔ کسی پر بہتان تراشی نہیں کروگے۔ معروف میں میری نافرمانی نہیں کروگے۔[23]

اوپر کی سب باتوں میں جو چیزیں واضح ہیں وہ سب بنیادی طور پر سیرت وکردار کی تعمیر سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ اور معاشرتی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ زنا، ناحق قتل، اولاد کی قتل، بہتان باندھنا، لوٹ کھسوٹ سب چیزیں تعمیر کردار سے تعلق رکھتی ہیں۔ ترمذی شریف میں ایک روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی گفتگو یہ تھی، کہ ای انسانو! سلام (سلامتی کے جذبات) عام کرو، کھانا کھلاؤ اور اس حالت میں نماز پڑھو، کہ لوگ نیند میں ہوں۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام وہاں پر لوگوں سے جن باتوں پر بیعت لے رہے تھے، ان میں بنیادی چیز یہ تھی کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ چنانچہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قائم کرنے، زکواۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔[24]

---

[22]۔ شبلی نعمانی: سیرت النبی، جلد ا، ص 246

[23]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب وفود الانصار الی النبی ﷺ، حدیث 18

[24]. ایضا 57

عبداللہ بن ابی بن سلول ایک بار گستاخانہ پیش آیا، صحابہ سے ضبط نہ ہو سکا لڑنے بھڑنے پر تیار ہو گئے۔ اس پر عبداللہ بن ابی بن سلول کے حامی بھی اٹھے، فریقین باہمی دست و گریبان ہو گئے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سمجھا بجھا کر الگ کیا اور فرمایا: صلح فساد سے بہتر ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ سے ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ:

اللہ بندے کی مدد میں رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔[25]

دین کو خیر خواہی قرار دیا، اللہ کی مدد کو بندے کی مدد سے جوڑا اور ایک روایت میں آپ نے بیواؤں اور مسکینوں کی بھلائی کو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر قرار دیتے ہوئے فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں کی بھلائی کی کوشش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔[26]

اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جہت سے معاشرے اور اس کے افراد کی تعمیر و ترقی میں کسی طرح کی کوئی کمی اور کوتاہی روا نہ رکھی۔ افراد کی اخلاص سے لیکر اس کے صدق و دیانت 'امانت اور خیر خواہی تک کے کئی پہلوؤں سے ان کی تربیت فرمائی۔ پھر جن لوگوں نے دین کی کامیابی کو اپنا مقصد بنالیا ہو 'ان کو اخلاق و کردار ہی میں دین کی کامیابی کا یقین اس ذات بابرکات کی طرف سے دلوایا گیا ہو 'جس کی ہر بات میں وہ بے انتہا یقین رکھتے تھے 'تو وہ اخلاق و کردار کی تعمیر میں کیا کیا نہ کر گذرے ہوں گے۔

اوپر جن خصائل کا ذکر ہوا ان کے علاوہ جو اوصاف وخصائل نبی علیہ السلام نے صحابہ کو تعلیم فرمائے ' جن اوصاف وخصائل نے صحابہ کی دنیا و آخرت کو جنت بنایا اور جو ہمارے معاشرے کو بھی جنت نظیر بنا سکتے ہیں 'ان کا ذکر کرتے ہیں۔

حیاء

انسان کی سب سے بڑی اور اہم خوبی حیاء ہے، جو انسان کی شخصیت کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے۔ خلق انسانی اسی سے پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے۔ بلکہ ایمان اور اسلام کی تکمیل بھی اسی سے ہوتی ہے۔ حیاء انسان کو غلط کام سے روکنے کا ذریعہ ہوتا ہے، حیاء کوئی بھی غلط کام کرتے وقت انسان کے آڑے آجاتا ہے، جو اگر ختم ہو جائے تو انسان کو کچھ بھی کر گذرنے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ اس لئے نبی علیہ السلام نے حیاء کی بھی تعلیم دی ہے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

حیاء ایمان میں سے ہے۔[27] اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، جو صحابہ کرام کے لئے اسوہ حسنہ تھے، ان کے حیاء کا یہ عالم تھا کہ ان کے بارے میں آتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھونگھٹ میں کنواری لڑکی سے زیادہ حیادار ہوا کرتے تھے۔[28]

---

[25]۔ قشیری مسلم بن الحجاج ' صحیح مسلم 'کتاب الایمان ' باب ان الدین النصیحہ ' حدیث 2699

[26]۔ بخاری محمد بن اسماعیل 'الجامع الصحیح 'کتاب الادب ' باب الساعی علی الارملۃ حدیث 6006

[27]۔ بخاری ' الجامع الصحیح ' حدیث 6118

[28]۔ قشیری ' مسلم بن الحجاج " صحیح مسلم " ' حدیث 1565

باقی انسانی خوبیوں کی طرح حیا کی خوبی بھی اپنی کامل صورت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زندگی میں آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ہمیں عملی صورت میں دکھادی، تاکہ ان کے متبعین ان کی پیروی کر کے باحیا بن سکیں۔

صلہ رحمی

افراد معاشرہ کا معاشرے سے جو تعلق قائم ہوتا ہے، اس کا پہلا اور بنیادی ذریعہ رشتہ داری ہے، ایک فرد کو، یہ رشتہ ہی معاشرے کے دوسرے کئی افراد سے جوڑے رکھتا ہے۔ جب یہ مضبوط ہوگا تو افراد کا تعلق بھی مضبوط ہوگا، اور معاشرہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہوگا۔ افراد کے آپس کے رشتوں کو مضبوطی سے جوڑے رکھنے کا نام صلہ رحمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رشتوں کے توڑنے کو فساد سے تعبیر فرمایا ہے:

اللہ نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، اس کو توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔[29]

اس کے بارے میں نبی علیہ السلام نے کس حکیمانہ انداز میں تعلیم فرمائی ہے، اس کا مشاہدہ کریں، روایت میں آتا ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ نے پیدا فرمایا، حتی کہ جب پیدا کرنے سے فارغ ہوگئے تو، رشتے داری نے کہا: یہ رشتوں کو توڑنے والے سے تیری پناہ میں آنے کا وقت ہے۔ کہا: بلکل، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ جو تمہیں جوڑے میں اس کے ساتھ جوڑوں اور جو تم سے توڑے میں اس سے توڑوں۔ کہا: بلکل! اے میرے رب! کہا: یہ صرف تیرے لئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو: کیا تم چاہتے ہو کہ تم حاکم بنو! اور زمین میں فساد برپا کرو! اور رشتوں کو توڑتے رہو!۔[30]

ایک روایت میں آتا ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز، صدقے، معاف کرنے اور رشتوں کے جوڑنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔[31]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان اس طرح بھی منقول ہے کہ: رشتوں کو توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔[32]

ایک روایت میں صلہ رحمی کو رزق میں کشادگی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

جو اپنے رزق میں کشادگی چاہے، اسے چاہئے کہ اپنے رشتوں کو جوڑے رکھے۔[33]

---

[29] ۔ القرآن 2 : 47
[30] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، حدیث 4830
[31] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب صلۃ المرءۃ امھا ولھا زوج، حدیث 5980
[32] ۔ ایضاً، حدیث 5984
[33] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، باب من بسط لہ فی الرزق بصلۃ الرحم، حدیث 2067

جانوروں پر رحم

آنحضرت علیہ الصلواۃ والتسلیمات لوگوں کو مختلف تمثیلوں اور واقعات کے ذریعے تعلیم ارشاد فرمایا کرتے تھے، اسی طرح ایک بہترین واقعے کے ذریعے آپ نے رحم کرنے کی تعلیم فرمائی، اور اس پر اجر وثواب بتا کر اس کی ترغیب ارشاد فرمائی۔ خصوصی طور پر جانوروں پر رحم کی تعلیم فرمائی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص کسی راستے چل رہے تھے، کہ ان کو پیاس لگی، تو کنویں کا رخ کیا، اس میں اترا، اور پانی پی کر باہر نکلا۔ اچانک کتے کو ہانکتے ہوئے دیکھا، جو پیاس کی وجہ سے مٹی چاٹ رہا تھا، جس طرح تھوڑی دیر پہلے وہ خود پیاسا تھا، کنویں میں اترا، اپنا موزہ پانی سے بھرا، اپنے منہ سے پکڑ کر باہر لایا اور کتے کو پلایا، اللہ نے اس کی یہ کوشش قبول کی اور اس کی بخشش فرمادی۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ کیا جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ تو فرمایا: ہر تر جگر والے جاندار کے ساتھ نیکی میں اجر ہے۔[34]

حدیث سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں، ان میں سب سے اول نمبر پر جانوروں پر رحم کی تعلیم، ظاہر ہے عرب کے معاشرے میں، جہاں انسانوں پر بھی رحم کو روا نہیں رکھا جاتا تھا، وہاں جانوروں پر رحم پر تعجب تو ہونا تھا ہی، اس لئے صحابہ نے متعجب ہو کر پوچھا: "کیا جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟" تو آپ نے اس سے بھی بڑھ کر مزید اعلی وارفع درجے کی تعلیم فرمادی، کہ صرف جانور ہی کیا؟ ہر تر جگر والے جاندار کے ساتھ نیکی میں اجر ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسیوں کے حقوق کی بھی بہت تلقین فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:

جبریل مجھے ہمیشہ پڑوسیوں کے بارے میں وصیت کیا کرتے تھے، حتا کہ مجھے گمان ہوا کہ عنقریب انہیں وارث بنادینگے۔[35]

پڑوسی کی ایذادھی آپ کو کتنی بھاری محسوس ہوتی تھی اس کا اندازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں دیکھا جاسکتا ہے:

اللہ کی قسم وہ مومن نہیں اللہ کی قسم وہ مومن نہیں! اللہ کی قسم وہ مومن نہیں! کہا گیا: کون یارسول اللہ؟ فرمایا: وہ جس کے ظلم سے پڑوسی محفوظ نہ ہوں، مقصد یہ کہ ایمان اس کا ہے جس کے ظلم سے پڑوسی محفوظ رہے، چنانچہ ایک موقعہ پر آپ فرماتے ہیں:

جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہیئے کہ پڑوسی کو نہ ایذائے[36]

---

[34] ۔ایضا، باب رحمۃ الناس والبھائم، حدیث 2363
[35] ۔ایضا، باب الوصاۃ بالجار حدیث 6014
[36] ۔بخاری، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ، حدیث 2318

بغض وحسد سے منع

اللہ تعالی نے سورۃ حجرات میں چند بنیادی تعلیمات ایسی دی ہیں جو افراد معاشرہ کے کردار سازی میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں

لایسخر قوم من قوم (ایک دوسرے کا مذاق مت اڑاؤ!)

لا تلمزوا انفسکم (اپنوں کو عیب مت لگاؤ)

ولا تنابزو باالالقاب (آپس میں ایک دوسرے پر برے القاب چسپاں نہ کرو!)

اجتنوا کثیرا من الظن (بہت سے گمانوں سے بچو!)

ولا تجسسوا (اور ایک دوسرے کے ٹوہ میں نہ لگو!)

ولا یغتب بعضکم بعضا([ii]) (اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو!)

اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دو روایات مروی ہیں، وہ قرآن کی ان آیات کا تفسیر کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

ایک دوسرے سے بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو! اور ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو، اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے اوپر قطع تعلق کرے

اسی سلسلہ کی ہی ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خود کو گمان سے دور رکھو کیونکہ گمان جھوٹی بات ہوتی ہے، جاسوسی نہ کرو! چھپ چھپا کر ایک دوسرے کے خفیہ طور پر ٹوہ میں نہ لگے رہو، ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو! ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کے پیچھے نہ لگے رہو! اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاو([iii]) [37]

اس کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغض، دشمنی اور حسد نکالنے کا بھی ایک خوبصورت نسخہ بتایا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرو! دل سے کینہ ختم ہو جائے گا۔ایک دوسرے کو ہدیے اور تحفے دیا کرو! دشمنی ختم ہو جائے گی

[37]۔ بخاری، باب ماجاء فی المہاجرۃ والترمذی فی باب ماجاء فی الحسد، حدیث 6065

خلاصہ

آپ ﷺ کی حیات طیبہ، ان کی تعلیم و تربیت، تزکیہ و تطہیر افراد معاشرہ کی تربیت اور کردار سازی کا بہترین نمونہ ہے، بشرطیکہ ہم اسے داستان یا متبرک قصیدے کے طور پر نہیں بلکہ اسوہ حسنہ کے طور پر اپنے سامنے رکھیں۔ اپنی زندگی کی تعمیر کا ذریعہ سمجھیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فساد کے مقابلے میں اصلاح کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ کسی پر بوجھ نہ بننے کا عملی درس دیا۔ محنت، مزدوری، بکریاں چرانے وغیرہ کے ذریعے کسب حلال کی تعلیم فرمائی۔ صلہ رحمی کی دعوت دی۔ اسلام کو خیر خواہی قرار دیا۔ شرک، زنا، چوری، قتل اولاد، ناحق قتل، بہتان باندھنے، لوٹ کھسوٹ سے منع فرمایا۔ ایک دوسرے کا مذاق اڑانے، اپنوں کو عیب لگانے، آپس میں ایک دوسرے پر برے القاب چسپاں کرنے، بہت سے گمانوں سے بچنے، ایک دوسرے کے ٹوہ میں لگنے اور ایک دوسرے کی غیبت، بغض و حسد کرنے سے منع فرمایا۔ پڑوسی کے حقوق کی تعلیم فرمائی۔ ظلم اور زبردستی سے منع کیا۔ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپنے سے لیکر بڑھاپے تک زندگی کے ہر شعبہ میں افراد معاشرہ کی کردار سازی کی ہدایات ہمارے لئے یادگار چھوڑی ہیں۔

واللہ الہادی والموفق لسبیل الرشاد۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)